ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

“Iqbal's Thought and Concept of Women

افکارِ اقبال اور تصورِ وجودِ زن

Dr. Sabina Awais
Saima Tabassam
Associate Professor Govt. College Women University Sialkot
Lecturer FG Postgraduate College for Women Kashmir Road Rawalpindi

Abstract

In the history of mankind, women have always played a positive role in the construction of the righteous society and its evolution. Iqbal because the founder of Islamic culture and was aware of the fact that according to the laws of Allah. Men and women are the wheels of the family unit without whom the vehicle of life cannot run. Iqbal's review regarding the rights of women is the same as that which exists in Islam. Iqbal has repeatedly mentioned women in his poetry in different ways. He mentions the women with the respect and honor, sometimes in the form of a loving mother, sometimes in the form of a lover (Mehboob), sometimes he praises and praise a women's hard work and courage and sometimes he encourages her towards her education and training. Iqbal believes that it is important for a woman to be educated because she is the women whose existence makes a nation. If she is not educated then the whole nation will be destroyed. Iqbal wanted to create a society where men would guard and protect feminity. We will also talk about all of the above qualities of a women. In a poetic writing somewhere women are praised, somewhere criticized in different ways but Iqbal's thoughts about a woman is totally different, he admired a woman, he appreciate a women and he respect a women because Islam give respect to women. He promoted the education of a women just because he wants an educated nation where people thoroughly study the Islam and understand in a better way. In this article we will talk about the position and status of women in Iqbal's Urdu poetry.

صنفِ نازک اِس جہانِ فانی کی محبوب ترین ہستی رہی ہے۔اس کی ذات ہر دور میں موضوعِ بحث رہی ہے۔اور ہر دور کے فلسفیوں اور شعرا کرام نے اس موضوع پر اظہارِ خیال کیا ہے۔ فلسفیوں نے فلسفہ کی گہرائیوں میں ڈُوب کر اور شعرا نے اپنی شاعری میں عورت کے مسائل کو بیان کیا اِس کا مناسب حل تلاش کرنے کی کوشش کی۔ غرض عورت کو ابتدا سے ہی دل چسپی کا منبع سمجھا گیا ہے۔

اقبال نے عورت کی مدح سرائی نہیں کی بلکہ اس موضوع پر سنجیدگی سے غور کیا اِس کے مسائل کو اپنی تحریروں میں جگہ دی۔اقبال کے افکار و خیالات گہری فکر کا نتیجہ ہیں۔ کلامِ اقبال عقل کی روشنی میں بڑے بڑے دقیق مسائل کی نقاب کشائی کرتی ہے۔اُنھوں نے جب دیکھا کہ ساری دنیا کی شاعری پر عموماً ہندوستان کے شعرا اور فن کاروں پر عورت سوار ہے۔اور اس کے عشوہ و ناز نے انھیں دنیا کے کاموں کے لیے اپاہج کر دیا ہے۔ جب

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

ہندوستان کے شعرا نے عورت کو اعصاب پر سوار کر لیا۔ اقبال کے نزدیک صنفِ لطیف کو ایک کھلونا سمجھنا، تفریح کا ذریعہ گردانا مناسب نہیں، اس تصور سے انسانی صلاحیتوں کی موت ہو جاتی ہے۔ اس لیے اقبال نے کہا کہ صنفِ نازک کو صرف ایک ہی رُخ سے نہیں دیکھنا چاہیے عیش کوشیوں اور ہوس رانیوں کے لیے اس کو ایک کھلونے کی حیثیت دینا بہت بڑا ظلم ہے۔ صنفِ نازک کے اور بھی بہت سے مسائل ہیں۔ ان سب باتوں پر غور کرنے کے بعد سوچنا چاہیے کہ آیا صنفِ لطیف کی ہمارے معاشرے میں کیا حیثیت ہے اس کی حفاظت میں قوموں کا کیا حصہ ہے، اس کا کیا مقام اسلام نے دیا اور معاشرے نے اس کے ساتھ کیسا سلوک روا رکھا۔

اقبال نے انھیں سوالات کے جوابات اپنے مخصوص انداز میں دیے اور بتایا۔ صنفِ نازک صرف انسانوں کی تفریح کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ قوموں اور ملتوں کی تعمیر میں اس سے بڑے بڑے کام لیے جا سکتے ہیں اور لینے بھی چاہییں۔

جدید دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے جس میں عورت کی برتری کو تسلیم کیا گیا ہے۔ عورت ہر محفل میں موضوعِ بحث بنی ہے۔ عورت زندگی کے ہر میدان میں پیش پیش ہے اور مرد کے شانہ بشانہ کام کر رہی ہے۔

اقبال ابتدا سے ہی عورت کے احترام کے قائل تھے انھوں نے دیگر شعرا کے مانند عورت کے حُسن و جمال، ناز و ادا کی تعریف کرنے کے بجائے اس کو مقدس سمجھا اس کی جفاکشی کو سراہا انھوں نے عورت کے خد و خال کو اُجاگر نہیں کیا بلکہ ان کے نظریات دیگر شعرا سے مختلف تھے ان کے نزدیک عورت اور مرد مل کر کائناتِ عشق کی تخلیق کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا اشعار سے اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال کس حد تک عورت کا احترام کرتے ہیں، اس کی جفاکشی کو سراہتے ہیں۔

اقبال معاشرتی استحکام میں عورت کی اہمیت کے قائل تھے اور خاندان میں بچی کی ولادت کو باعثِ سعادت سمجھتے تھے۔ اس ضمن میں حیاتِ اقبال سے بھی اشارات ملتے ہیں مثلاً سر راس مسعود کے ہاں بیٹی کی پیدائش پر اُنھوں نے کچھ اشعار کے جن میں سر سیّد کی تحسین و ستائش کے ساتھ ایک شعر یہ بھی

خاندان میں ایک لڑکی کا وجود
باعثِ برکات لامحدود ہے [i]

اقبال نے ضربِ کلیم کے معروف قطعہ میں بھی بصیرت افروز پیرائے میں عورت کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اُسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں [ii]

ااقبال زندگی اور کائنات میں عورت کی اہمیت کا بخوبی ادراک رکھتے تھے۔ ۱۹۲۹ میں اُنھوں نے انجمن خواتینِ اسلام مدراس کے ایک استقبالیے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"کسی قوم کی بہترین روایات کا تحفظ بہت حد تک، اس قوم کی عورتیں کر سکتی ہیں"۔

کیوں کہ اقبال کے نزدیک

"عورت خود زندگی کا سرچشمہ ہے"

اقبال اس زمینی حقیقت سے بھی آگاہ تھے کہ حیثیتِ نسواں کو ایک مسئلہ بنا کر اسے اُلجھا دیا گیا ہے۔

ہزار بار حکیموں نے اس کو سلجھایا
مگر یہ مسئلہ زن رہا وہیں کا وہیں [iii]

دراصل اس مسئلے کو اُلجھانے میں مرکزی کردار کا حامل فرنگی نظریۂ مساوات مرد و زن ہے۔ مغرب نے آزادیٔ نسواں کے نام پر عورت کو اس کے اصل مقام سے ہٹا کر اسے ایک موہوم قسم کی مساوات اور مصنوعی آزادی کے مقام پر فائز کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ مغرب میں یہ تحریک چلائی گئی اور بعض مسلم ممالک نے بھی اس کے اثرات قبول کیے جن میں مصطفیٰ کمال پاشا کے دور کا ترکی بھی شامل ہے۔ اقبال نے مدراس میں خواتین کے اجتماع سے بھی خطاب کیا اقبال نے پُرزور استدعا کی کہ :

"مصطفیٰ کمال کی نام نہاد اصطلاحات پر نہ جائیں۔ مصطفیٰ کمال نے جو کچھ اصطلاحات کے سلسلے میں کیا ہے وہ ہر گز حکمت پر مبنی نہیں۔ مادر پدر آزادی کی شریعت نے کبھی آزادی نہیں دی"۔

اقبال مرد و زن کی آزادی اور مساوات کے قائل نہیں تھے کیونکہ خالقِ باری تعالیٰ نے دونوں کو الگ الگ فرائض تفویض کیے ہیں۔

اقبال نے اپنی شاعری میں "عورت" کو خصوصی طور پر موضوعِ سخن بنایا ہے تاکہ معاشرے کی اس اہم اکائی کو مغرب کی تہذیبی جنگ سے محفوظ رکھ کر اسلامی تہذیب اور معاشرت اور اس کی اقدار کی حفاظت کر سکیں جس کو انھوں نے ضربِ کلیم میں مستقل موضوع بنایا ہے اور ایک حصہ عورت کے عنوان سے ان مسائل کے لیے وقف کیا ہے جو عہدِ جدید میں عورت کو عورت ہونے کی وجہ سے درپیش ہیں اور ایک سوال بھی کیا ہے کہ

کوئی پوچھے حکیم یورپ سے
ہند و یوناں ہیں جس کے حلقہ بگوش
کیا یہی ہے معاشرت کا کمال
مرد بے کار و زن تہی آغوش ! [iv]

اقبال عورت کی تعلیم کے بڑے حامی تھے اقبال کے نزدیک خواتین کی ذہنی تربیت کے لیے دین و مذہب کی تعلیم ضروری ہے۔ ایسی تعلیم جس میں دین و مذہب کا عمل دخل نہ ہو اقبال اس کو قبول نہیں کرتے۔ اقبال جس دور میں انجمن حمایتِ اسلام کے صدر تھے اُنھوں نے انجمن پر زور دیا کہ وہ مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کا فوری بندوبست کرے۔ دِل چسپ بات یہ ہے کہ خواتین کے لیے ایک مستقل اور علیحدہ یونی ورسٹی کا خواب سب سے پہلے اقبال نے دیکھا تھا۔

بعض افراد کے نزدیک عورت کو مکمل آزادی ملنی چاہیے۔ عورت مرد کے ظلم کا شکار نہ ہو۔ کیونکہ مرد نے ازل سے عورت کو ایک آہنی زنجیر پہنا رکھی ہے۔ جبکہ بعض افراد کے نزدیک عورت کو آزادی دینے سے معاشرہ انتشار کا شکار ہو گا۔ اس لیے عورت کو آزادی دینا مناسب نہیں۔ اگرچہ یہ ایک پیچیدہ مسئلہ ہے اس پر غور و فکر کے بعد رائے کی ضرورت ہے۔ اقبال نے بہت عمدہ انداز سے اس موضوع کو پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی "علامہ اقبال: سوانح اور افکار" میں لکھتے ہیں:

"..... حیثیتِ نسواں کے مسئلے پر علامہ اقبال ایک متوازن اور معتدل نقطۂ نگاہ رکھتے ہیں۔ قدیم جاہلی تہذیبوں کے ردِّ عمل میں جدید تہذیب کی نام نہاد "روشن خیالی" نے آزادی، ترقی اور مساوات کے بظاہر دل کش تصورات کے پردے میں عورت کو پستی سے دوچار کیا اور خالقِ کائنات نے اسے "نصف بہتر" کے جس قابلِ احترام اور باعزت مقام پر فائز کیا تھا، اسے اس سے محروم کر دیا۔ اقبال کی بصیرت اس فریب کاری کی اصلیت کو پہچانتی ہے"۔[v]

اُمومت ایک مقدس، پاکیزہ اور بلند مرتبت ادارہ ہے۔ اقبال کے نزدیک قومی زندگی اور معاشرے کی اُستواری و استحکام کا انحصار اُمومت پر ہے۔ اُمومت کا تعلق قوموں کے عروج و زوال کے ساتھ گہرا ہے۔ اُمومت قوموں کو قوت اور شان و شوکت عطا کرتی ہے اور اس سے رُوگردانی اور غفلت نظامِ زندگی کو کمزور کرتی ہے۔ اس کی ایک عبرت ناک مثال مغربی اقوام ہیں:

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ امومت
ہے حضرتِ انساں کے لیے اس کا ثمر موت[vi]

اقبال کے نزدیک عورت کا ایک بڑا فرض اُمومت کے فرائض کی ادائی ہے۔ اس سے غفلت پوری اُمت کے زوال کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اقبال کے فلسفہ اجتماعیت میں عورت اور اس کا وظیفۂ اُمومیت بہت اہمیت کا حامل ہے۔

ڈاکٹر وحید عشرت "فکریاتِ اقبال" میں لکھتے ہیں:

"اپنے کلام میں اقبال مسلمان عورتوں کو اس کی احسن طریقے سے ادائی پر آمادہ کرتے نظر آتے ہیں کہ نوعِ انسانی کی بقا اُمومت سے ہے اور عورت کی اُمومت کی حفاظت اور احترام عین اسلام ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ کمالِ حیاتِ ملّیہ یہ ہے کہ ملت فرد کی طرح احساسِ خودی پیدا کرے اور اس میں احساس کا پیدا ہونا اور تکمیل پانا ملی روایات کی حفاظت سے ممکن ہے۔ ان روایات میں ایک توانا روایت اُمومت کی روایت ہے کیونکہ اُمومت سے ہی بنی نوعِ انسانی کی بقا وابستہ ہے۔ لہٰذا اُمومت کی حفاظت اور اس کا احترام اسلام میں اہم ہے۔ اقبال کے نزدیک اُمومت اپنی فطرت میں شانِ رحمت رکھتی ہے اور رحمت نبوت کا وصف ہے اس لحاظ سے اُمومت نبوت سے یک گونہ نسبت رکھتی ہے"۔[vii]

ماں اولاد کے لیے سراپا رحمت ہے اس کی آغوش میں انسان کی سیرت اور صورت گری تشکیل پاتی ہیں۔ ماں کی محبت و شفقت بچے کی پرورش اور نشو و نما میں اور اس کے کردار کی پختگی میں گہرا کردار ادا کرتی ہے اس لیے خدا نے ماں کے قدموں کے نیچے جنّت رکھی ہے جو قوم اپنی ماؤں کی تحریم و تکریم کرتی ہیں وہ کارگہِ زیست میں بامراد اور کامران رہتی ہیں۔ قوم کی افزائش اُمّت کا استحکام ماں کے دم سے ہے۔

اقبال کے نزدیک عورت اُمومت کے منصب کی وجہ سے محترم ہے۔ اقبال کے نزدیک وہ عورت جو ماں نہیں بننا چاہتی یا اُمومت کے فرائض ذمہ داری سے ادا نہیں کرتی اقبال کے نزدیک اپنے منصب عورت سے فروتر ہے۔ اقبال نے اپنی نظم والدۂ مرحومہ کی یاد میں بھی ان کی شخصیت میں بھی اُمومت اور تربیت کے وصف کو ہی نمایاں کیا ہے جو کسی عورت کا طرۂ امتیاز ہے۔

بانگِ درا میں ظریفانہ کلام میں اقبال نئی مغربی عورت کا اولاد کی بجائے ووٹ اور شہرت کی طلب گار ہونا قابلِ صد افسوس ہے۔ لکھتے ہیں:

یہ کوئی دن کی بات ہے اے مردِ ہوش مند
غیرت نہ تجھ میں ہو گی، نہ زن اوٹ چاہے گی
آتا ہے اب وہ دور کہ اولاد کے عوض
کونسل کی ممبری کے لیے ووٹ چاہے گی[viii]

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

اقبال نے ایسی عورتوں پر افسوس کیا ہے جو اُمومت کو بوجھ تصور کرتی ہیں اقبال عورت کے لیے مغربی عورت کا ماڈل پسند نہیں کرتے ان کے نزدیک ایک مسلمان عورت کے لیے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے اُسوہ پر عمل کرنا ضروری ہے اور حضرت فاطمہؓ ہی ان کے لیے مثالی نمونہ ہیں۔

مزرع تسلیم را حاصل بتول
مادراں را اسوۂ کامل بتول[ix]

حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے اُسوۂ کامل پر عمل پیرا ہو کر عورت اپنے بچوں کی سیرت سازی کر کے ان میں صدق وصفا جیسی خصوصیات پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی رفعت اور سربلندی کو بھی پاسکتی ہے۔

اقبال کی والدہ کم تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اپنی اولاد کے لیے ایک نعمت تھیں۔ اقبال نے اپنی ماں کی وفات پر یادگار مرثیہ لکھ کر دنیا بھر کی ماؤں کو سرفراز کیا کہ وہ ان کی تربیت سے بلند اقبال ہوئے۔

ماں کی پاک طینت حق کی رحمت پر اپنی اساس رکھتی ہے وہ دین کی قوت ہیں اور ان کے وجود سے ہی ملت کی بنیاد پائیدار ہے۔ جب ایک ماں اپنے فرزند کو گود میں لے کر لاالٰہ الااللہ سکھاتی ہے تو اس اُلفت اور محبّت سے ان میں کردار پیدا ہوتا ہے اور انھیں تہذیب و شائستگی سے آگاہی ہوتی ہے۔ اقبال مسلمان ماں سے ہی توقع رکھتے ہیں کہ وہ موجودہ دورِ پُرفتن سے اپنی اولاد کو بچائے رکھیں اور انھیں ان کے بزرگوں کے راستے پر چلائیں۔ مائیں شبیر پیدا کریں اور وہ حضرت بی بی فاطمہ کی راہ پر چلتے ہوئے اسلام کے لیے جان دینے والے فرزند ملتِ اسلامیہ کو دیں تاکہ وہ عصرِ حاضر میں نئے فتنوں کا مقابلہ کر سکیں۔

ڈاکٹر وحید عشرت ''فکریاتِ اقبال'' میں لکھتے ہیں:

''اقبال اُمومت کو عورت کا بنیادی وصف قرار دیتے ہوئے اسلامی معاشرے کے استحکام کی ایک بنیادی اکائی بتاتے ہیں تاکہ معاشرہ انتشار کا شکار ہونے کی بجائے مستحکم بنیادوں پر قائم رہے''۔[x]

اقبال کے نزدیک عورت کا فریضہ ہے کہ وہ اولاد کی اچھی پرورش کرے کہ وہ ملک و ملت کے لیے کارآمد افراد ثابت ہوں۔

اقبال نے عورت کی تعلیم پر بہت زور دیا ہے کیونکہ تعلیم یافتہ عورتیں ہی بہتر انداز میں بچوں کی پرورش کر سکتی ہیں عورت کے وجود سے ہی قومیں بنتی ہیں۔ اقبال عورتوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ''علامہ اقبال: سوانح اور افکار'' میں لکھتے ہیں:

''انھوں نے مسئلۂ زن کے حل کے لیے مرد کی قوامیت، عورت کی اُمومیت، نسوانیت اور دینی تعلیم جیسے اہم نکات کی نشان دہی کر کے مرد و زن کو اُن پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی علامہ اقبال نے مسلم خواتین کے لیے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو آئیڈیل قرار دیا۔ مزید برآں شرف النساء اور فاطمہ بنّت عبداللہ جیسی دُخترانِ ملت کی پیروی کی تلقین بھی کی ہے''۔[xi]

اقبال نے دیکھا کہ صدیوں سے صنفِ لطیف کے مسائل پر غور و فکر ہوتا رہا لیکن کوئی بھی اس کے مسائل کو حل نہ کر سکا۔ آج بھی صنفِ لطیف کے مسائل کم و بیش وہی ہیں جو آج سے صدیوں قبل تھے لیکن اس میں بھی عورت بے بس ہے یورپ اور دیگر ممالک میں جو آزادیِ نسواں نصیب ہوئی اس نے عورت اور تمام اصناف وافراد کو ہلاکت کے گہرے گڑھے میں ڈال دیا۔ مرد آج تک عورت کو نہیں سمجھ سکا یہ بھی اسی معاشرے کے طفیل ہے۔

ہزار بار حکیموں نے اس کو سلجھایا

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

مگر یہ مسئلہ زن رہا وہیں کا وہیں
قصور زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں
گواہ اس کی شرافت پہ ہیں مہ و پرویں
فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور
کہ مرد سادہ ہے بے چارہ زن شناس نہیں [xii]

عصرِ حاضر کی عورت فضاؤں میں پرواز کر رہی ہے جہاں پہنچنے کا تصور بھی ماضی میں نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جبکہ مغربی ممالک میں زیادہ انسانوں کی زندگیاں وبالِ جان بن چکی ہیں۔ وہاں کے مرد و زن مل جل کر نہیں رہتے کہ انھیں روحانی خوشی حاصل ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی زندگیاں انتشار اور بے چینی کا شکار ہیں۔ جو اُن کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کے لیے گھن کا کام کر رہا ہے۔ اُن کی بنیاد اندر ہی اندر کمزور ہو رہی ہے۔ عورت کو اولاد سے نفرت ہے حتیٰ کہ عورت کا بڑا فرض یہ ہے کہ وہ اچھی اولاد پیدا کرے اور اچھی طرح اُس کی تربیت کرے۔ لیکن مغربی عورت نے اس حقیقت کو یکسر فراموش کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہ گمراہی کا شکار ہے۔ مغربی ممالک ایک مستقل انحطاط کا شکار ہیں۔ اقبال نے اپنے کلام میں بیشتر مقامات پر مغربی تہذیب کو ناپسند کیا ہے جبکہ وہ عورت کی حالت پر بہت افسوس کرتے ہیں۔ ان کو سرزنش کرتے ہیں۔ جبکہ دوسری جانب مشرقی معاشرہ ان سے محفوظ ہے اور حسّاس شعرا ان سے دامن بچانے کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک مغربی معاشرت کی یہ کیفیت ایک قسم کی خودکشی ہے یہ قوموں اور نسلوں کی خودکشی ہے۔ فرماتے ہیں:

کوئی پوچھے حکیم یورپ سے
ہند و یوناں ہیں جس کے حلقہ بگوش
کیا یہی ہے معاشرت کا کمال
مرد بے کار و زن تہی آغوش ! [xiii]

اگرچہ مشرق میں بھی کچھ لوگ اس کی تقلید کرنے لگے ہیں لیکن وہ اس سے ابھی کوسوں دور ہیں اقبال کے نزدیک وہ جس قدر اس ہلاکت آفریں طوفان سے اپنے دامن کو بچا سکیں اُسی قدر بہتر ہے۔

اقبال گہرے نظریات کے حامل مفکر و شاعر ہیں۔ وہ حقائق کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں اور ایسے خیالات کی ترویج کرتے ہیں جو بنی نوعِ انسان کے لیے مفید ثابت ہوں۔

ڈاکٹر عبادت بریلوی ''اقبال احوال و افکار'' میں لکھتے ہیں:

> ''اقبال کا تصور صنفِ لطیف اُن کے فلسفے، فکر اور پیغام کا حصہ ہے۔ اُنھوں نے اس کو صرف دل چسپی اور عیش کوشی کا ذریعہ نہیں سمجھا ہے بلکہ معاشرے میں اس کا مقام متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ اُنھوں نے اس کو محض ایک کھلونا ہی تصور نہیں کیا ہے بلکہ معاشرے میں اس کو ایک اہم حیثیت دی ہے کیونکہ وہ بھی زندگی بہتر بنانے، اس کو سنوارنے اور نکھارنے میں مرد کے ساتھ برابر کی شریک ہوتی ہے۔ اس لیے اس کو بھی ان تمام منزلوں سے گذرنا پڑتا ہے جو انسان کو انسانِ کامل بناتی ہے اور جن سے آشنا ہوئے بغیر وہ مردِ مومن نہیں بن سکتا''۔ [xiv]

کوئی بھی فن پارہ جو حیاتِ انسانی کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرے اور اسے خیر کے ذریعے ارتقا کی جانب لے جائے، وہ زمان و مکان کی حدود کو

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
GUMAN
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

توڑ کر تمام امتیازات سے بالاتر ہو کر دوام ہو جاتا ہے اور اقبال کا فن اور فکر زمان و مکان کی حدود کو توڑ کر دوامی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

اقبال اپنے کلام میں جہاں مردوں کو عورتوں کا محافظ و نگہبان کہا ہے وہیں عورتوں کو بھی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا ہے اور عورتوں کو تلقین کرتے ہیں کہ تم بھی حضرت فاطمہؓ کی سیرت پر عمل پیرا ہوتا ہے کہ تیری گود میں بھی کوئی شبیر جنم لے سکے۔

ان تمام اُمور پر عمل پیرا ہونے سے ایک صحت مند معاشرے کی تشکیل ہوتی ہے۔یوں عصرِ حاضر میں اقبال نے معاشرے کی بنیادی اکائی عورت کی نہ صرف اہمیت اُجاگر کی بلکہ اسے مغربی تہذیب کے مضرات سے بھی آگاہ کیا ہے انھوں نے عورت کو جہاں اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی ہے وہیں اس کے بنیادی وظیفے اُمومت پر توجہ دینے اور اس سے رشتہ اُستوار رکھنے پر زور دیا۔اس لیے کہ اسلام کی تہذیب اور تربیت یافتہ افرادی قوت مسلمان عورت ہی کے دم قدم سے ہے۔

---

i علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال، اقبال اکادمی، لاہور، ۲۰۱۴، ص۔

ii ایضاً، ص۶۰۶۔

iii ایضاً، ص۶۰۴۔

iv ایضاً، ص۶۰۴۔

v رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، علامہ اقبال: سوانح اور افکار، یوایم ٹی پریس لاہور، ۲۰۱۶، ص۱۳۷۔

vi علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال، اقبال اکادمی، لاہور، ۲۰۱۴، ص۶۰۸۔

vii ڈاکٹر وحید عشرت، فکریاتِ اقبال، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۹، ص۹۸،۹۹۔

viii علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال، اقبال اکادمی، لاہور، ۲۰۱۴، ص۳۱۶۔

ix ایضاً، ص۔

x ڈاکٹر وحید عشرت، فکریاتِ اقبال، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۹، ص۱۰۴۔

xi رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، علامہ اقبال: سوانح اور افکار، یوایم ٹی پریس لاہور، ۲۰۱۶، ص۱۳۷۔

xii ایضاً، ص۶۰۴۔

xiii ایضاً، ص۶۰۴۔

xiv عبادت بریلوی، ڈاکٹر، قبال احوال وافکار، مکتبۂ عالیہ لاہور، ۲۰۰۹، ص۱۰۶۔